اخبار نور افشاں لودیانہ

نمبر (۳۳) — مطبوعہ ۱۹ اگست [illegible] روز جمعہ — جلد (۲۶)

ایڈیٹوریل نوٹس

[illegible]

نُورافشاں

پادری اے- ایچ- یونگ صاحب ایم- اے- ایڈیٹر
پادری ایچ- یو- ویبر صاحب- پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب بی- اے- پادری پی- سی- اوپل صاحبان ایڈیٹرز

مُبارک اُمید

باب ششم

قوم یہود کی بحالیت

خدا کے کلام میں یہہ نہایت ہی پُر یقین بات ہے کہ قوم یہود جو فی زمانہ دنیا میں پراگندہ اور غیر وطن ہیں اپنے وطن موعود میں پھر بحال کی جاویگی کیونکہ "وہ جس نے اسرائیل کو تتر بتر کیا وہی اُسے جمع کریگا" (یرمیاہ ۳۱: ۱۰) اس بحالیت کا ٹھیک وقت کسی کو معلوم نہیں مگر چونکہ وے مقدسوں کے اُٹھ جانے کے بعد اپنے وطن میں موجود ہونگے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اُن کی بحالیت اُس حادثہ کے قریب قریب وقوع میں آویگی۔ یہہ معلوم نہیں کہ اُس حادثہ کے پیشتر یا مابعد اغلب ہے کہ مابعد وقوع ہو ورنہ خداوند کی آمد کی قربت سب پر نمایاں ہو جاویگی اور تمام کے لئے یہہ ایک ظاہری نشان ہو جاویگا۔

اگر ہم تھوڑی دیر تک خدا کی راہوں کو کہ وہ کس طرح زمین پر حکمرانی کرتا ہے دیکھیں تو یہہ مضمون زیادہ صاف اور صحیح طور سے ہماری سمجھ میں آسکتا ہے۔ ہم دانیال کی کتاب میں پڑھتے ہیں کہ قوم یہود جو زمین پر خدا کی خدمت کی غرض اور مرکز تھی جب ناکامیاب اور نالایق ثابت ہوئی تو حکومت اُن سے چھین گئی اور غیر اقوام کے حوالے کی گئی چنانچہ اُس بڑی مورت کی تفسیر اور تشریح جو بخت نصر بادشاہ نے اپنے خواب میں دیکھی تھی دانیال نبی یوں بیان کرتا ہے "تو اے بادشاہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اِس لئے کہ آسمان کے خدا نے تجھے ایک بادشاہت اور توانائی اور قدرت اور شوکت بخشی ہے اور جہاں کہیں بنی آدم سکونت کرتے ہیں اُس نے میدان کے چوپائے اور ہوا کے پرندے تیرے قابو میں کر دئے اور تجھے اُن سبھوں کا حاکم کیا تو ہی وہ سونے کا سر ہے" (دانیال ۲: ۳۷ و ۳۸ آیات) اُس کے بعد تین اور بادشاہتیں برپا ہونگی یعنے مدیا فارس اور یونان اور روم اور سب سے پچھلی کچھ عرصہ تک زوال پاویگی مگر پھر قوت آور ہوویگی اور دس بادشاہتوں میں منقسم ہوگی جیسا اُس مورت کے پاؤں کی دس انگلیوں سے ظاہر ہے اور یہہ سب دس بادشاہتیں ایک ہی اعلےٰ حاکم کے ماتحت ہونگی (دانیال ۲: ۴۱ سے ۴۴ تک نیز ۷ باب اور مکاشفات ۱۳ اور ۱۷ ابواب) یہہ بادشاہتیں آخر تک جاری رہینگی مگر ان میں سے آخیر کے زمانہ اور عہد میں مسیح کی بادشاہت قایم کی جاویگی اور اُس آخیر بادشاہت کو برباد کریگی کیونکہ "اُن بادشاہوں کے ایام میں آسمان کا خدا ایک سلطنت برپا کریگا جو تا ابد نیست نہ ہوگی اور وہ سلطنت دوسری قوم کے قبضہ میں نہ پڑیگی وہ اُن سب مملکتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور نیست کریگی اور وہی تا ابد قایم رہیگی" (دانیال ۲: ۴۴ نیز مکاشفات ۱۹: ۱۱ سے ۲۱ آیت تک اور ۲۰ باب) اب وہ وقت جس میں یہہ بادشاہتیں حکومت کریں گی "غیر قوموں کا زمانہ" کہلاتا ہے جس زمانہ میں ہمارے خداوند کے الفاظ کے مطابق یروشلیم "غیر اقوام سے پامال کی جاویگی" (لوقا ۲۱: ۲۴) [illegible] اپنے وطن سے غیر حاضر ہونا اُس ہی زمانہ کے ساتھ ساتھ یا قریباً اُس ہی میں ہوگا لیکن خدا کے ازلی ارادے اُس کی قدیم قوم کے حق میں ابھی انجام تک پہنچنے والے ہیں "اِس واسطے کہ خدا کی نعمتیں اور بلاہٹ بدلنے کی نہیں" (رومیوں ۱۱: ۲۹) پس کلیسیا کی تکمیل اور اُٹھ جانے کے قریب خدا اُس قوم سے سلوک کرنا شروع کریگا۔ اِس میں کچھ شک نہیں ہے کہ تھوڑا سا بقیہ جس میں خاص کر کے یہوداہ بنیامین کے دو فرقے شامل تھے (عزرا ۱: ۱ سے ۵ تک) خسرو کے عہد سلطنت میں یروشلیم کو واپس آئے اور اُس کا ذکر عزرا اور نحمیاہ کی کتابوں میں موجود ہے مگر کون اُسکو قومی بحالی کہہ سکتا ہے اور نہ اُس میں خدا کے ارادے پورے طور سے تکمیل حاصل کرتے ہیں کیونکہ حجی اور ذکریاہ اور ملاکی نے اُس زمانہ کے بعد نبوت کی ہے اور وہ اس قومی [illegible] کے وقت کو مستقبل ظاہر کرتے ہیں (حجی ۲: ۷ سے ۹ تک۔ ذکریاہ ۹ باب سے ۱۴ باب تک اور ملاکی ۳ اور ۴ ابواب دیکھو) سچ تو یہ ہے کہ اُس واپسی کے زمانہ سے ہمارے خداوند کی پیدائش کے وقت تک یہودی لوگ آزاد خود مختار قوم تو کجا بلکہ غیر اقوام کے مطیع رہے ہیں ایسی حالت میں نبی کی واضح اور صریح نبوت کا جواب اور تکمیل نہیں ملتی چنانچہ نبی فرماتا ہے "اور اجنبیوں کے بیٹے تیری دیواریں اُٹھائیں گے اور اُن کے بادشاہ تیری خدمت گذاری کریں گے کیونکہ میں نے اپنے قہر سے تجھے مارا پر اپنی مہربانی سے میں تجھ پر رحم کرونگا اور تیرے دروازے نت کھلے رہیں گے وے دن رات کبھی بند نہ ہوویں گے تاکہ قوموں کی فوجوں کو تیرے پاس لاویں اور اُن کے بادشاہوں کو حشمت کے ساتھ کہ وہ قوم اور وہ مملکت جو تیری خدمت گذاری نہ کریگی برباد ہو جاویگی ہاں وے

تو بیں ایک سخت خرابی کی جاویگی" (یسعیاہ ۶: ۹ سے ۱۱ تک)۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ اس جزوی واپسی کی غرض یہہ تھی کہ خداوند مسیح انبیا کی پیشین گوئیوں کے مطابق اُن کے درمیان پیدا ہو اور کہ اُن پر ظاہر کیا جاوے۔ یہہ حادثہ وقوع میں آچکا ہے اور یوحنا کی انجیل میں جو اس مضمون کی نسبت خصوصاً اور واضح طور سے بیان ہے ہم نتائج سے بھی واقف ہیں کہ کیونکر مسیح رد کیا گیا تھا اور اُنہوں نے براباس کو مانگا تاکہ مسیح کو جان سے ماریں۔ "حاکم نے پھر اُن سے کہا تم اِن دونوں میں سے کس کو چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے چھوڑ دوں وے بولے براباس کو۔ پلاطوس نے اُن سے کہا پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے میں کیا کروں اُن سبھوں نے اُس سے کہا اُسے صلیب دے۔ حاکم نے کہا کیوں اُس نے کیا بدی کی ہے پر وے اور بھی چلاّئے کہ اُسے صلیب دے" (متی ۲۷: ۲۱ سے ۲۳ تک)۔ یوحنا کی انجیل میں اُن کی شرارت اور بھی بڑھ کر نظر آتی ہے "پلاطوس نے اُنہیں کہا کیا میں تمہارے بادشاہ کو صلیب دوں؟ سردار کاہنوں نے جواب دیا کہ قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں" (یوحنا ۱۹: ۱۵)۔ لہذا اُنہوں نے اپنی قوم کے جلال اور امید کو بہہ سوچکر ترک کیا اور اپنے مسیحا کو رد کیا اور شرارت سے پسند کیا کہ عیسیٰ ناصری کو صلیب دیجاوے۔ اُس دن سے آج تک وے اپنے سخت خطرناک اور ہیبت ناک جرم کے نتائج کا مزہ چکھ رہے ہیں اور زمین کی تمام قوموں میں مردود اور ضرب المثل اور آوارہ ہیں۔

اُس کے لوگوں کا گناہ خواہ کیسا ہی بڑا تھا تاہم خدا اپنے آپ سے انکار نہیں کر سکتا اور اپنے بیٹے کی موت سے جس کو اُس کی قدیم قوم اسرائیل نے رد کیا اُس نے اُن کی مستقبل بحالی اور سرسبز آبادی کی بنیاد ڈالی کہ وہ اُس قوم کے واسطے سو اتفاق ہوتا (۱۱: ۱۵)

اِس بات کی شہادت ایسی کثرت سے نوشتوں میں موجود ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ کہاں سے آغاز کریں اور کہاں ختم۔ ہم چند ایک چیدہ چیدہ نوشتے پیش کرتے ہیں اور باقی ناظرین کی مرضی اور اختیار پر چھوڑتے ہیں کہ فرصت کے وقت اس مضمون پر مفصل بیانات کا ذکر اور غور فکر کر لیں۔ "اور اُس دن ایسا ہوگا کہ خداوند دوسری مرتبہ اپنا ہاتھ بڑھاکے اُن کو جو اُس کے لوگوں میں باقی ہو رہیں گے اور اسور اور مصر اور فتروس اور کوش اور عیلام اور سنعار اور حمات اور دریائی جزیروں کے لوگوں میں سے بچ رہے ہونگے پھیر لاویگا اور وہ قوموں کے لئے ایک جھنڈا کھڑا کریگا اور اُن اسرائیلیوں کو جو خارج کئے گئے ہیں جمع کریگا اور سارے بنی یہوداہ کو جو پراگندہ ہو رہینگے زمین کے چاروں کونوں سے فراہم کریگا" (یسعیاہ ۱۱: ۱۱ و ۱۲ آیات)۔ پھر ہم دیکھتے ہیں "کیونکہ خداوند یعقوب پر رحم فرماویگا اور اسرائیل کو ہنوز برگزیدہ رکھیگا اور اُنہیں اُن کی زمین میں پھر بساویگا اور پردیسی اُن کے ساتھ میل کرینگے اور یعقوب کے گھرانے سے مل جاوینگے اور قومیں اُنہیں لے آوینگی اور اُنہیں اُن کے ملک میں پہنچاوینگی اور بنی اسرائیل خداوند کی سرزمین میں اُن کے مالک ہوکے اُنہیں غلام اور لونڈیاں کر لینگے اور وے اُنہیں جنہوں نے اُن کو اسیر کیا تھا اسیر کرینگے اور اپنے ظلم کرنے والوں پر حکومت کرینگے" (یسعیاہ ۱۴: ۱ و ۲ آیات نیز یسعیاہ ۲۵: ۶ سے ۲۰ تک اور ۲۶ باب اور ۲۷: ۷ اور ۳۰: ۱۹ سے ۲۶ تک اور ۳۵: ۱۰ اور ۴۹: ۸ سے ۲۶ تک اور ۵۴: ۷ اور ۱۶ ابواب وغیرہ وغیرہ دیکھو)۔ یرمیاہ نبی بھی بہت صاف صاف بیان کرتا ہے "دیکھ وے دن آتے ہیں خداوند کہتا ہے کہ میں داؤد کے لئے صداقت کی ایک شاخ نکالونگا اور ایک بادشاہ بادشاہی کریگا اور اقبالمند ہوگا اور عدالت اور صداقت زمین پر کریگا۔ اُس کے دنوں میں یہوداہ نجات پاویگا اور اسرائیل سلامتی سے سکونت کریگا اور اُس کا نام یہہ رکھا جاویگا خداوند ہماری صداقت۔ اس لئے دیکھ وے دن آتے ہیں خداوند کہتا ہے کہ وے پھر نہ کہینگے زندہ خداوند کی قسم جو بنی اسرائیل کو ملک مصر سے نکال لایا بلکہ زندہ خداوند کی قسم جو اسرائیل کے گھرانے کی اولاد کو اُتر کی مملکت اور سارے ملکوں سے جہاں میں نے اُنہیں ہانک دیا تھا کھینچ لایا اور اُن کی رہنمائی کی کہ وے اپنی زمین میں بسیں" (یرمیاہ ۲۳: ۵ سے ۸ تک اور خصوصاً ۳۰ و ۳۱ اور ۳۳ ابواب کا مطالعہ کرو)۔ قریباً سب نبیوں نے اِس مضمون پر کسی قدر پیشین گوئی کی ہے اور اُن کے بیانات ایسے صاف اور واضح ہیں کہ اگر بعض اوقات مسیحیوں سے کلیسیا کی مراد نہ ہوتی تو کوئی اُس کے قدیم لوگوں کے حق میں خدا کے ارادوں پر شک نہ کر سکتا۔ علاوہ بریں اگر انبیا کی گواہی کافی طور سے صاف اور مفہوم نہ بھی ہوتی تو بھی پولوس رسول کا مکمل بیان جو رومیوں کے خط کے ۱۱ باب میں موجود ہے کافی و شافی ہوتا جو ہم پر اس بات کو روشن کر دیتا ہے کہ خدا ابراہام کی نسل کے حق میں اپنی برکت اور فضل کے ارادوں کو کبھی ترک نہیں کریگا۔ پولوس یوں ظاہر کرتا ہے کہ خدا نے اپنے لوگوں یعنے قوم اسرائیل کو مردود نہیں کر دیا بلکہ یوں فرماتا ہے "اے بھائیو تا نہ ہووے کہ تم اپنے تئیں عقلمند سمجھو میں چاہتا ہوں کہ تم اس بھید سے ناواقف نہ رہو کہ اسرائیل پر ایک طرح کا اندھاپن آپڑا ہے اور جب تک غیر قوموں کی بھرپوری داخل نہ ہووے ایسا ہی رہیگا اور اسطرح تمام اسرائیل بچ جائیگا چنانچہ لکھا ہے کہ نجات دینے والا صیہون سے نکلیگا اور بیدینی کو یعقوب سے دفع کریگا اور میرا عہد اُنکے ساتھ ہوگا جب میں اُنکے گناہوں کو مٹا دونگا" (رومیوں ۱۱: ۲۵ سے ۲۷ تک)۔ اِس مقام میں دو باتیں صاف نظر آتی ہیں اول یہہ کہ اسرائیل کے واسطے برکت باقی ہے اور دوسری یہہ کہ خدا کی

مراسلات

پادری تھانیل پیداس صاحب کے سوالات کے

جوابات

لیجئے یک نہ شد دو شد۔ مرشد صاحب ہی اولے لینے شروع ہو گئے۔ مثل مشہور ہو گئی تھی۔ وہ بے محتشا تے گل کو پڑی نمانہ ہم نے تو بیچارے مشنریوں کی کاروائی پر ناحق حملات ہوتے ہوئے دیکھکر اپنی ہمدردی کو ظاہر کیا تھا۔ ابھی ہمارا مضمون نکلا ہی تھا کہ جرح کے سوالات کی بوچھاڑ شروع ہو گئی ہم نے بخیال بعض مصالح سکوت اختیار کرنا چاہا۔ مگر جب کہ ہم کو مجبور کیا گیا۔ تو ناچار جوابات لکھنے پڑے۔ ویسے جوابات کا ہونا لازم۔ جن کو لکھنا ہمیں [illegible] کرنا۔ چونکہ بعض سوالات کی نوبت گئی ہو [illegible]۔ پس جوابات مکمل سے طولاً۔

(۱) **قولہ۔** اس ملک میں مشنریوں کے ولایت سے بھیجے جانیکا کیا مقصد ہے۔ ۸ جولائی کے نور افشاں کا ضمیمہ پڑھکر جواب دیجئے۔

اقول۔ میں نے اس سوال کا اپنے مضمون میں کچھ ذکر نہیں کیا۔ اور نہ امور متنازعہ فیہ سے اس کا کچھ تعلق معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے از روئے قانون مناظرہ یہ سوال خارج از بحث ہے۔ مگر تاہم اس کا جواب دیتا ہوں۔ مشنریوں کے ولایت سے بھیجے جانے کی غرض یہ ہے کہ انجیل مبارک کی خوشخبری لوگوں کو سنا کر راہ راست پر لاویں چنانچہ جس کام کو وہ بڑی جانفشانی سے کر رہے ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ قریباً اٹھارہ لاکھ کے عیسائی اس ملک میں پائے جاتے ہیں۔ جو ۸ جولائی کے ضمیمہ نور افشاں کی طرف آپ توجہ دلاتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ کوئی الہامی قول نہیں جس کا اتباع ہم پر فرض ہو۔ علاوہ ازیں کہ ہر ایک شخص اپنی اپنی علیحدہ رائے رکھتا ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ ولایتی مشنری خواہ کیسے ہی ہمارے ملک کی زبان دانی میں ماہر ہو جائیں۔ اور خواہ کتنی ہی دراز مدت تک وہ اس ملک میں رہیں۔ ہمارے ملک کے اندرونی حالات سے کما حقہٗ ان کو واقفیت نہیں ہوتی۔ پنڈتا راما بائی نے جو اس ملک کے اندرونی حالات سے واقف تھی۔ اگرچہ وہ خود دیسی لیڈی اور اس ملک کی بڑی بھاری خیرخواہ تھی۔ اس نے دیسیوں کے برخلاف اُن کے اصلی اور واقعی حالات کے موافق اپنے لیکچر میں جس کا ترجمہ ہم اپنے مضمون نور افشاں مطبوعہ ۸ جولائی میں درج کر چکے ہیں۔ رائے دی۔ اور معاونان اور کارکنان انگلینڈ اور امریکہ سے بجائے ہندوستان کے دیسیوں سے لینے کے طلب کئے۔

(۲) **قولہ۔** کیا ہندوستانی مسیحیوں اور ولایتی مشنریوں میں عام طور سے وہ رشتہ قائم ہو گیا ہے کہ جس کے باعث ہندوستانی مسیحی مشنریوں کی خود اختیاری اور محبت کے قابل ہو سکے اُن سے وہ روحانی فائدہ حاصل کر سکیں جو لوگوں کو خادم الدینوں سے اٹھانا چاہئے۔ یا عام طور پر حاکم اور محکوم کا رشتہ رکھکر بعض مطلب براری کے لئے اُن کی تعریف کی جاتی ہے۔ اور اُن کو خوش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

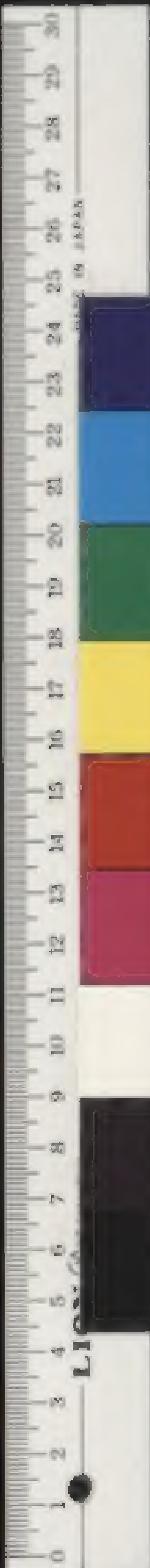
اقول۔ یہ سوال بھی خارج از بحث ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ بعض ایسی جگہیں ہیں۔ جہاں ولایتی مشنری انچارج نہیں۔ دیسیوں کو ہی کل اختیارات حاصل ہیں۔ اور پھر بعض جگہ ایسی بھی ہیں۔ جہاں اگرچہ مشنری موجود ہیں۔ انہوں نے کلیسیا کے معاملات سے اپنے ہاتھ کو بالکل اٹھا لیا ہے بلکہ جیسے کلیسیائی معاملات میں دیسیوں کی حکومت کو قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ایسی جگہوں کے مسیحیوں کو وہ روحانی فائدہ جو آپ کی مراد ہے۔ حاصل ہے۔ یا اپنے دیسی خادم الدینوں کی خود اختیاری کا نقش اُن کے دل پر ہو گیا ہے تو مشنری قابل الزام ہیں۔ اگر اس کے برخلاف پایا جاتا ہو جیسا کہ مسٹر راج چند نے اپنے مضمون میں دیسیوں کی حکومت اور برتاؤ کی نسبت بیان کیا ہے جس سے بیچارے [illegible] اگر نالاں ہوں۔ اور اُن کی زبان سے اس شعر کے مصداق کلمات نکلتے ہوں ؎ امیدوار بود آدمی بخیر کساں مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں ۔ تو ایسے رشتہ کو ہمارا اسلام ہے۔ مثل مشہور ہے ؎ جان بخشوں بی بلا لنڈوا ہی بھلا۔ ہم کو مشنری صاحبان کا ہی تعلق جو پیاس بے غرض اور نیک نیتی اور دوسروں کی بھلائی پر مبنی ہے۔ گو وہ حاکمانہ ہی ہو بہتر ہے۔

(۳) **قولہ۔** کیا باوجود مشنری صاحبوں کی آدھی صدی کی محنت کے اب بھی ہندوستانی مسیحی عام طور ویسے ہی بد دیانت اور جھوٹے ہیں جیسا کہ آپ اپنی پہلی وجہ میں بیان کرتے ہیں۔

اقول۔ میں نے کب کہا کہ سب مسیحی بد دیانت ہیں۔ بعض اچھے بھی ہیں۔ مگر بہت سے جیسے لوگوں کا میں نے ذکر کیا اُن کے قریب قریب پائے جاتے ہیں کیونکہ کسی عربی فلاسفر کا قول ہے۔ القلیل کالمعدوم۔ اور حکم جو ہوا کرتا ہے۔ کثرت کے اوپر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے میرے ریمارک سے عمومیت پائی جاتی ہے۔

(۴) **قولہ۔** کیا ایسے بد دیانتوں کو روپیہ لاکر [illegible] کیا بڑھکر نیستی انجیل کے خزانے کو سونپ دینا اعلیٰ درجہ

نوٹ۔ [illegible] جن کا میں نے اپنے مضمون میں کچھ ذکر نہیں کیا تھا۔



کی غلطی اور گناہ نہیں ہے۔

اقول - آپ تو دو مختلف چیزوں کو ملاتے ہیں۔ خود انجیل کے بانی نے یہی فرمایا ہے۔ کہ میں راستبازوں کے لئے نہیں بلکہ گنہگاروں کے لئے آیا ہوں۔ انجیل کا تو منشا ہی یہہ ہے۔ کہ گناہ آلودہ لوگوں کو دی جائے تاکہ اُس کے طفیل سے اُن کی خرابیاں دور ہو جائیں انجیل شریف کا مدعا گنہگار لوگوں کی اصلاح پر لانا ہے اور روپیہ ایک ایسی میں ڈالنے والی چیز ہے جو بعض اوقات اچھے لوگوں کو بھی آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہوداہ اسکریوطی کے پاس روپیہ رہا کرتا تھا اُس کی بد دیانتی بھی ظاہر ہو گئی تھی۔ مگر خداوند مسیح نے اُس کو انجیلی برکات سے تو محروم نہ کیا جب بارہ شاگردوں کو انجیل سنانے بھیجا وہ اُن میں شامل تھا۔

(۵) **قولہ** - کیا مشنری صاحبوں کی آدھی صدی کی محنت نے کلیسیا میں سے پھوٹ کے ضائع کرنے میں کچھ نہیں کیا اگر کلیسیا کا بھی وہی حال ہے کہ جو ہندو مسلمانوں کا ہے۔ تو مشنری صاحبوں کو اپنی محنت کے رائگاں جانے کے لئے کیا رونا اور افسوس کرنا نہ چاہئے۔

اقول - مشنری صاحبوں نے پھوٹ کے دور کرنے میں بہت کوشش کی ہے۔ مگر بعض امراض ملکی مادے اور خاص طبیعتوں کی وجہ سے دیر تک علاج کرنے سے دور ہو سکتی ہیں۔ مشنریوں کی کوشش سے اب ایسی امراض گھٹتی جاتی ہیں۔ باقی رہا مشنریوں کا افسوس کرنا۔ کیوں صاحب مشنریوں کو کیوں اپنی محنت پر افسوس کرنا چاہئے۔ کیونکہ اُن کا فیضان تو عام ہے۔ یہہ نقص فیض پانے والے کی ناقابلیت پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً بارش کا فیض عام ہے۔ بعض جگہ خوشبودار چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور دوسری جگہوں میں بدبودار گھاس پھوس۔ اور پھر جب ایک موقعہ پر خداوند مسیح نے بیت صیدا اور خرازین وغیرہ پر افسوس کیا۔ تو اپنی محنت پر تو افسوس نہیں کیا۔ بلکہ اُن جگہوں کے لوگوں پر افسوس ظاہر کیا۔ اور پھر رسولی زمانے میں بھی کلیسیاؤں میں نااتفاقی موجود تھی چنانچہ قرنتس کی کلیسیا میں پھوٹ کے سبب سے طرح طرح کے جھگڑے اور خرابیاں پائی جاتی تھیں پولوس نے بھی کبھی اپنی محنت پر افسوس ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ اُن لوگوں پر ہی ملامت کی۔

(۶) **قولہ** - کیا آپ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں۔ جس سے ثابت ہووے۔ کہ مسیح یا رسولوں کے وقت میں جو روپیہ اکٹھا ہوتا تھا۔ وہ سوائے غریب مسیحیوں اور بیواؤں کی مدد کے مشنری کام کے لئے آج کل کی طرح خرچ کیا جاتا تھا۔

اقول - یہہ سوال مشنری صاحبان سے جن پر یہہ چوٹ چلتی ہے دریافت کرنا چاہئے۔ ہاں میری دانست میں سوائے بیوگان اور غریبوں کی امداد کے خداوند مسیح اور رسولوں کے زمانہ میں اپنی بدنی و دیگر ضروریات کے رفع کرنے میں بھی صرف ہوتا تھا۔ مثلاً شاگردوں کا اپنے لئے روٹی مول لانے میں خرچ کرنا۔ پھر جب خداوند مسیح نے شاگردوں کو فسح تیار کرنے کا حکم دیا۔ تو اُس وقت بھی غالباً چیزیں مول ہی لی گئی ہونگی۔ ایسا ہی پولوس رسول بھی ایک جگہہ اپنی تنگی میں کلیسیا کی امداد کا جو اُس کی بدنی ضروریات کے رفع کرنے کے لئے دی گئی شکریہ ادا کرتا ہے اور پھر ہر زمانہ کی کارروائی اُس وقت کی صورتوں اور موقعوں کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ اگر اُس زمانہ کے لوگوں کو موجودہ مشنریوں کے زمانہ میں موجودہ ضرورتوں کا لحاظ رکھ کر جس سے کہ اُن کی زندگی اور صحت بدنی قایم رہے۔ کارروائی کرنی پڑتی۔ تو غالباً وہ لوگ بھی اسی طرح روپیہ خرچ کرتے۔ اور پھر اگر مشنری صاحبان روپیہ کو ایسی جگہہ خرچ کرتے ہیں۔ جو اُن کی پرائیویٹ جاگیر ہو جائے۔ تو تو مشنری قابل الزام ہیں۔ ورنہ یہہ نکتہ چینی فضول ہے کیونکہ اپنی حسب منشا دوسروں کی نسبت اندازہ کر لینا سراسر زبردستی میں داخل ہے۔ بقول شخصے ؎

کار نیکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(۷) **قولہ** - کیا وجہ ہے۔ کہ ہندوستانی مسیحی جیسا لینے میں سرگرم ہیں ویسا دینے میں نہیں۔

اقول - اُس کی نسبت میرا وہی جواب ہے۔ جو پنڈتہ رامابائی نے بیان کیا ہے۔ یعنے دیسیوں کی خود غرضی اور لاپروائی۔

(۸) **قولہ** - کیا سب کے سب ہندوستانی مسیحی نالایق ہیں۔ اور ذمہ واری کے کام کرنے کے لایق نہیں۔ کیا باعث ہے۔ کہ ہندوستانیوں میں لایق اور جان نثار خادم نہیں ملتے۔

اقول - میں نے کب کہا کہ سب کے سب نالایق ہیں۔ بعض اچھے بھی ہیں۔ لیکن اُس کے خلاف بہت سے پائے جاویں گے اور جو اعلیٰ لیاقت اور اعلیٰ حیثیت کے لوگ ہیں۔ وہ سرکاری ملازمت کو پسند کرتے ہیں۔ اِس لئے لایق آدمی نہیں ملتے۔

(۹) **قولہ** - ہندوستانی مسیحیوں کو ذمہ واری کے کام کرنے کے لایق بنانے کا کونسا طریقہ ہے۔

اقول - پاک کلام کی تعلیم اور خداپرست لوگوں کی صحبت۔ اور بطور دور اندیشی کے جیسا کہ گورنمنٹ روپیہ سپرد کرتے وقت ہر نیک و بد سے ضمانت لیتی ہے۔ اسی طرح عمل کیا جاوے۔

(۱۰) **قولہ** - مشنریوں کی اطاعت سے آپ کی کیا مراد ہے۔ آپ خود کس عملی طریقے سے مشنریوں پر اپنی شکرگذاری کو ظاہر کرتے ہیں۔

اقول - جو میری اطاعت سے مراد ہے۔ وہ

اس جگہ کے جلانے میرے مضمون کو پڑھنے سے بخوبی مفہوم ہو سکتی ہے۔ اور نیز اس شکرگزاری تو ظاہر ہی ہے کہ اگرچہ میں تمام عمر سرکاری ملازمت میں رہا ہوں۔ مگر تاہم جو خود غرض لوگ مشنریوں کے احسانات اور خیرخواہی کو بالائے طاق رکھ کر ان پر ناجائز حملات کر رہے ہیں۔ میں ان کا مقابلہ کر رہا ہوں۔

(۱۱) **قولہ**۔ مہربانی کر کے سیلف سپورٹ کی چند مناسب تجاویز سے مطلع فرماویں کہ جو مشنریوں کے موجودہ تعلق کو قائم رکھ کر عمل میں لائے جا سکیں۔

اقول۔ اس کی نسبت میری یہہ رائے ہے کہ ہمارے دیسی بھائی اس سرگرمی اور گرمجوشی کو جس کو وے مشنریوں کے چلے جانے پر کام میں لانا چاہتے ہیں ان کی موجودگی میں ہی کام میں لاویں۔ اور مکانی طور پر چندہ جمع کریں اور جیسا کہ ایک دفعہ آپ نے زبانی فرمایا تھا کہ اگر مشنری چلے جاویں۔ تو ہم ہندوستانیوں کی جیبوں کو خالی کرا سکتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں ہی جیبوں کو خالی کرانے کی کوشش کریں۔ بیچارے مشنری کچھ اس امر کے مانع نہیں ہیں۔ بلکہ دل و جان سے خوش ہیں اور جہاں پر چندہ کافی نہ ہو وہاں جیسا ایک دفعہ پادری ایس۔ ڈی۔ بی۔ نیوٹن صاحب نے اپنی وعظ میں فرمایا تھا وہاں کے ایلڈر صاحبان پاسٹر کی بجائے کام کرتے رہیں۔ جب تک کہ وہاں کے چندہ سے خاطرخواہ روپیہ پاسٹر کی سپورٹ کے لئے وصول نہ ہونے لگے۔ اور نیز ہمارے مہربان مشنری صاحبان اپنی شفقت بیجا کو کام میں لا کر ایسے کارخانے کھولیں جس سے دیسی لوگ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاویں۔ اور جو عمدہ تعلیم یافتہ ہوں ان کو سفارش کر کے سرکاری ملازمت پر بحال کرا دیا کریں۔ تو اس صورت میں تمام کلیسیائیں سیلف سپورٹ ہو جائیں گی۔

احقر العباد مسیح الدولہ۔

مسٹر تنگدہ

۹ جولائی کے نورافشاں میں ایک آرٹیکل "ولایتی مشنری اور ہندوستانی کلیسیا" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کا راقم اپنے تئیں "تنگ دہ" بتلاتا ہے۔ راقم نے اپنا اصلی نام نہیں لکھا اور اچھا کیا اس لئے کہ اس حال میں غالباً اس کو اپنے آرٹیکل کے واہی اور بیہودہ ظاہر ہونے پر چنداں افسوس نہ ہوگا اور آیندہ ذرا سنبھل کر اس میدان میں قدم رکھیگا۔

اول۔ آپ کے آرٹیکل کے بعض فقرات ایسے مہمل ہیں جن کو آپ خود بھی نہیں سمجھتے تو بھلا ناظرین اخبار انہیں کیا سمجھیں گے۔ اور معلوم نہیں نورافشاں نے انہیں کس امید پر درج کر دیا۔

مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ "بعض اصحاب مشنری صاحبان اور ان کی کارروائیوں کا مرتبہ عرش معلی تک پہنچا چلتے ہیں۔ یہہ عین خوشامد اور برابر چرب زبانی اور بدمعاشی کے نامناسب ہے۔ حقیقت تو یہہ ہے کہ ہر سو مسیحیوں میں سے بلا مبالغہ ننانوے ایسے ہیں کہ ان پر یا ان کے بزرگوں پر مشنری صاحبان کے احسانات کا بوجھ بھاری ہے۔ پس چرب زبانی عین بے حیائی ہے۔" اب راقم صاحب بتلاویں کہ ان فقرات کا کیا مطلب ہے۔ ضرور آپ کے دل و دماغ میں کچھ مطلب ہوگا۔ مگر عبارت سے کچھ نہیں نکلتا۔ ذرا بتلاؤ تو۔ کہ آپ نے یہہ فقرہ کہ "یہہ عین خوشامد اور برابر چرب زبانی اور بدمعاشی کے نامناسب ہے" کسی کتاب سے نقل کر کے بے سوچے سمجھے لکھ دیا ہے یا کہ اپنی اختراع ہے۔ اور ذرا یہہ بھی فرمائیے۔ کہ مذکورہ بالا فقرات میں چرب زبانی کے معنے آپ نے تملق آمیز گفتگو کے لئے اور پھر آپ نے مندرجہ ذیل فقرہ میں چرب زبانی کے معنے جدائی یا نخوت یا علیحدگی کے کس طرح لے لئے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"پس مناسب ہے کہ کڑواہٹ اور گستاخی اور چرب زبانی کی کوئی مثال ہم یہاں بیان کریں۔" اور مثال میں آپ نے "مسیحی" کے صفحہ ۲۴ سے اقتباس کیا ہے جس میں ذکر ہے کہ مشنری ہم سے ملنے جلنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ خواہ جلسوں میں۔ خواہ عبادت گاہ میں۔ اور چائے پانی کی بابت میں صرف یہہ پوچھتے ہیں۔ ول۔ سب اچھا ہے۔ اور شاید اسی کو آپ چرب زبانی نام دیتے ہیں۔ کیا اسی علمیت پر "مسیحی" کے خلاف قلم اٹھانے لگے۔ اور چیپ کونسل کے ممبروں کو کوسنے چاہتے ہیں۔ چرب زبانی کے معنے کبھی نخوت یا علیحدگی کے بھی ہوتے ہیں؟ اور کیا ایسے ہی مہمل فقرات کے استعمال کی آڑ میں آپ نے "اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور اپنے دوستوں کی تحریرات کی کلی کھولنے" کی امید رکھتے ہیں؟ مجھے امید ہے کہ آپ آیندہ ذرا سوچ سمجھ کر فقرات کو درج کریں گے۔ تاکہ کسی پڑھنے والے کی سمجھ میں کچھ آ جاوے۔ اور دوستوں کی کلی کھولتے ہوئے ساتھ اپنی بھی نہ کھول ڈالیں۔

یہاں تک تو آپ کی عبارت کا بودا پن ظاہر ہوا۔ اب ذرا نفس مضمون پر غور کرو۔ آپ فرماتے ہیں "کہ باوجود انکے (یورپین مشنری صاحبان کے) یورپین ہونیکے باوجود انکے ظاہری روکھاپن کے باوجود انکی فاتحانہ فخر اور علیحدگی کے کسی طرح ان کا دل سے ہو اور ایک دوسرے کی کمزوری گھمنڈ اور گستاخی کی برداشت کرو۔"

واہ صاحب واہ خوب آپ اپنے آرٹیکل کی دھن میں ایسے محو ہو گئے کہ جس امر کی مخالفت کرنے بیٹھے تھے خود وہی کرنے لگ گئے۔ ابھی آپ نے "مسیحی" پر عیب لگایا ہے کہ وہ انگریز مشنریوں کی بابت کہتا ہے کہ وہ ہم سے ملنے جلنے کی چنداں پرواہ نہیں کرتے وہ ہم سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ وہ گویا غرور سے پوچھتے ہیں ول سب اچھا ہے۔ اور آپ نے اس کو خوب گستاخی کہ

اور اس کو حضرت کے حق میں الٰہی روایت بتاتے ہیں پس آپ اس الٰہی رعایت کا اصول ہم کو کس طرح سمجھاویں گے؟

آپ صرف کہتے ہیں کہ "اس کا سبب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اُن عورتوں سے جو آنحضرت صلعم کی زوجیت میں آ چکی ہوں دوسروں کو نکاح کرنے سے منع کیا تھا" ہم کہتے ہیں کیوں خدا تعالیٰ نے کس اصول سے یہ حکم دیا تھا۔ نیچر اور فطرت جس پر آپ خدا ہونیکا دعویٰ کرتے رہے وہاں تو ایسا کوئی اصول موجود نہیں وہ ضابطۂ اخلاق جو انسانیت کی لوح پر مرقوم ہے اس میں بھی نہیں پھر خدا تعالیٰ کی کیا زبردستی ہے اور حضرت کی خصوصیت کیا۔ بالخصوص ہم مخالفین اسلام کے روبرو یہ امر تو آپ کو ثابت کرنا چاہئے نہ کہ ہم کو فرض کر کے مان لینا چاہئے۔ ہم بتائے دیتے ہیں کہ اس سبب کا ماخذ نہ تو الٰہی قانون ہے اور نہ اخلاقی شریعت بلکہ انسانی شرارت اور فطرتی خباثت۔ جس امر کو حضرت نے اپنے لئے خاص الٰہی رعایت بتلایا تھا اس کو اُن کی قوم کے اکثر لوگ اپنی شرافت اور ریاست کا لازمہ سمجھے ہوئے تھے چنانچہ مولانا شبلی جو آپ کے اسکول والے ہیں سیرۃ النعمان صفحہ ٢٩ میں فرماتے ہیں "جاہلیہ میں اکثر دستور تھا کہ لوگ اپنی بیبیوں کو طلاق دیتے تھے اور اس غیرت سے کہ جو عورت اُن کی ہم بستر رہ چکی ہو دوسرے کی آغوش میں نہ جانے پائے اُس عورت کا دوسرا نکاح نہیں کرنے دیتے تھے اس بری رسم کو خدا نے مٹایا اور یہ آیت نازل کی" ہمیں در اصل حضرت نے اپنے اس حکم کے حیلہ سے اس جھوٹی ظالمانہ غیرت کو جس کو خدا کی شریعت روا نہیں رکھ سکتی اور جس کے مرتکب عرب جاہلیہ اکثر ہوا کرتے۔ روا رکھا بلکہ اس پر اضافہ کیا یعنے وہ تو اپنی ہم بستر عورتوں کو اپنی ہی حین حیات دوسرے شوہروں سے نہیں ملنے دیتے آپ نے اپنی موت کے بعد بھی اُن کو جن کے آپ زندگی میں بھی پابند نہیں ہوئے تھے پابند کیا۔ اس سے زیادہ صرف اُن ہندوؤں نے کیا تھا جنہوں نے ستی کی قبیح رسم کو پیدا کر کے شوہروں کے بعد بیواؤں کے کسی دوسرے سے ہم بستر ہونے کے احتمال کو مٹا دیا تھا۔ یہ فعل عورتوں کے حق میں ظلم کی حد سے بھی گذرا ہوا ہے۔ حضرت اپنے بعد جوان جوان عورتوں کو چھوڑ گئے جو مدت تک

اُن سے ممکن تھا وہ بھی ہو گیا پس اب آپ کو امتناع ازدواج مکرر کا باعث ہماری دلیل کے موافق ماننا پڑا۔

دوسری بات سید صاحب یہ فرماتے ہیں کہ سورۂ احزاب میں آیت لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن ... حضرت کو کسی جورو کو طلاق وغیرہ دینا بھی حرام ہو گیا۔ یہ دوسری بات در اصل اُن کی پہلی بات کا لازمہ ہے اس آیت کے معنے اور صحیح تفسیر وغیرہ ہم اپنی کتاب کے ص میں بتا چکے اور نیز یہ بھی کہ اس آیت کو حضرت نے اپنے عمل سے منسوخ بلکہ مردہ حرف ثابت کر دیا ہے اور قرآن کی یہ آیت دوسری آیت انا احللنا لک ازواجک سے منسوخ ہو گئی ص ۲۳ پھر اب اس سے کوئی استدلال بھی نہیں ہو سکتا۔ تعجب ہے کہ اس مقام پر سید صاحب نے ہماری کسی دلیل کو رد کرنے کی کوشش نہیں کی صرف اپنے دعویٰ کو دوبارہ بیان کر دیا در اصل ہم نے بتلایا تھا کہ آنحضرت اگر چاہتے تو بعض جوروؤں کو طلاق دیدیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ عام حکم کہ صرف چار جوروئیں ہوں زیادہ نہ ہوں اپنے لئے فرض نہیں سمجھے تھے۔

چنانچہ پہلی آیت جو اس امر پر دلیل ہے سورۂ طلاق میں ہے کہ یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء ای نبی جب تم طلاق دو اپنی عورتوں کو سید صاحب کہتے ہیں "اس آیت میں آنحضرت مخاطب نہیں ہیں بلکہ مسلمان مخاطب ہیں اور تقدیر آیت کی یہ ہے کہ یا ایھا النبی قل للمومنین اذا طلقتم النساء دلیل اس دعوے کی یہ ہے کہ تمام قرآن مجید میں جہاں پیغمبر کو یا ایھا النبی کر کے خطاب کیا ہے اس کے بعد صیغہ واحد حاضر کا آیا ہے ...... اس آیت میں یا ایھا النبی کے بعد کہا اذا طلقتم جمع کے صیغہ میں" آپ نے زیادہ غور نہیں فرمایا اور جلدی میں مخذوفات کا سبب یاد ہو رہا تھا اگر ضمیر تاویل کے معنے درست ہاتھ لگیں تو پھر آپ کیا کریں گے۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اول خطاب حضرت کو ہے یا ایھا النبی کسی تاویل کو گوارا نہیں کر سکتا جبل میں اس آیت کے معنوں کے کئی قرینے بتائے گئے ہیں اور زمخشری نے اس پر بحث کی ہے مدارک والا اس کو قبول کرتا ہے چنانچہ زیادہ مناسب معنے اس آیت کے یہ ہیں کہ حضرت کو خطاب ہوا تاکہ معلوم ہو کہ اس کے



جیتی ہیں۔ عائشہ کی عمر ۱۸ سال تھی مگر حضرت اس غیرت سے کہ جو عورت اُن کے ہم بستر رہ چکی ہو دوسرے کی آغوش میں نہ جانے پاوے اُس کو دوسرا نکاح نہیں کرنے دیتے سید صاحب کے پاس ہمارے اس اعتراض کا کوئی جواب نہ تھا مگر ہمارا اعتراض اُن کے ذہن میں گئہ رہا آپ کہتے ہیں کہ کوئی معترض یہہ کہہ سکتا ہو کہ کیوں ایسا حکم نازل ہوا کہ آنحضرت صلعم کی زوجیت میں جو عورت آگئی ہو اُس سے پھر کوئی شخص نکاح نہیں کر سکتا؟ ہم نے بتا دیا کہ اُس کا محرک صرف غالباً غیرت تھی حضرت نے اُس میں کوئی جدت نہیں دکھلائی بلکہ آپ اس بارہ میں اپنی سوسائٹی کے اخلاق سے بالا نہ ہو سکے گو اپنی اُمت کو بہتر اخلاق سکھلانے کی کوشش کی مگر اپنے قول و فعل کو مطابق نہ کر سکے۔

ہم نے تو بیان تاریخ سے اور واقعات سے بحث کی ہو مگر سید صاحب صرف ظن و قیاس سے کام لیتے ہیں آپ فرماتے ہیں "اگر اس کا امتناع نہ ہوتا تو اسلام میں نہایت فتور واقع ہوتا یہہ عورتیں اپنے لئے خاوند کے سبب اور اُن کے مطلب کے موافق سینکڑوں حدیثیں اور روایتیں رسول خدا کی بیان کرتیں جن سے ایک فتنہ عظیم اسلام میں برپا ہو جاتا ہم مشتاق تھے کہ ہم مثال کے طور پر سنتے تو کہ وہ کون سے ممکن الوقوع" مطالب ان کے شوہروں کے ہو سکتے تھے جن کے مطابق حدیثوں اور روایتوں کی اختراع کئے جانے کا احتمال ہو سکتا تھا اور وہ احتمال بھی ایسا کہ جس سے اسلام میں ایک فتنہ عظیم برپا ہو سکتا۔

حضرت کی ازواج مسلمات مومنات تھیں اُن کے لئے شوہر بھی مسلمین مومنین ہوتے اُن کے اغراض اسلام کے مخالف فرض نہیں کئے جا سکتے۔ تمام مسلمانوں کو معلوم تھا کہ جو شخص حضرت کی نسبت جھوٹی روائت یا حدیث بیان کرے وہ اپنا گھر دوزخ میں بنائے۔ حضرت کی ازواج اور اُن کے مفروضہ شوہر انتہا درجے کے فاسق و منافق فرض کئے جاتے ہیں جب یہہ سبب بیان کر کے ہم کو فتنہ عظیم کے برپا ہو جانے کا اندیشہ بتلایا جاتا ہو۔ پھر احادیث اور روایات کے بیان کرنے کے باب میں حضرت کی ازواج کی حیثیت ان کے اصحاب کے موافق تھی۔ اگر اصحاب کی نسبت ایسا سوء ظن نہیں ہو سکتا تو اُن کی نسبت بھی نہیں اور

اگر ہو تو دونوں میں یکساں اُن کو روک بھی دونوں میں یکساں ہونا چاہئے۔ جن قواعد سے اُن کی روایات و احادیث پرکھے جاتے ہیں اُنہیں قواعد سے اِن کے بھی پرکھنا چاہئے۔ نہ یہہ کہ سیدھی راہ کو ترک کر کے شرع کا عدول کیا جاوے۔ پھر اگر بالفرض حضرت کی ازواج سے کسی ایسی بے احتیاطی کا اندیشہ ہوتا تو اُس کی اصلاح بآسانی ممکن تھی۔ شاید اگر امتناع نکاح ثانی نہ ہوتا تو عائشہ و حفصہ جو بہت ہی جوان تھیں دوسرے شوہر کرلیتیں اور اگر یہہ کوئی بے احتیاطی کرتیں تو اُس کی اصلاح ابوبکر او عمر اُن کے باپ کرتے یا دیگر صحابہ کرتے۔ مگر بڑا افسوس کہ آپ کی یہہ مفروضہ و بے بنیاد احتیاط کسی کام نہ آئی کیونکہ ایک بہت بڑا گروہ مسلمانوں کا اُن کو آج تک فاسق و منافق سمجھتا ہو اور برابر کہہ رہا ہو کہ عائشہ و حفصہ نے اپنے باپوں کے حق میں اکثر جھوٹی روایات و احادیث گھڑ کر اسلام میں عظیم ترین فتنہ برپا کرا دیا جس کی بنیاد بحث خلافت ہو۔ سید صاحب کی معذرت کو تسلیم کر کے ہم کو زیادہ تر افسوس اس بات کا آتا ہو کہ انہوں نے ایک تاریخی واقعہ کی رعایت مطلق نہ رکھی۔ اُن کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ حضرت کو اپنی حین حیات حدیثوں کی مطلق پرواہ نہ تھی وہ قرآن کو اُمت کے لئے کافی سمجھتے تھے اور صرف اُسی پر اصرار کرتے تھے حدیثوں کا وجود اُن کے حکم سے نہیں ہو بلکہ وہ اپنی حین حیات حدیثوں کے خلاف تھے اُن کے بعد اُن کے لوگوں نے حدیثوں کو پیدا کیا چنانچہ بخاری و مسلم کی یہہ حدیث بہت مشہور ہو

لا تکتبوا عنی شیأ الا القرآن ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ فرمایا آنحضرت نے میری کسی بات کو مت لکھو بجز قرآن کے اور جس نے سوائے قرآن کے میری کوئی اور بات لکھی ہو وہ اُس کو مٹا ڈالے۔ مولانا شبلی اس حدیث کے استدلال سے فرماتے ہیں "حدیثوں کے قلمبند کرنے کی اجازت نہ تھی" (سیرۃ النعمان صفحہ) پس آپ امتناع ازواج ثانی کا کوئی عذر معقول نہیں بیان کر سکتے۔ اور آپ کو یہہ بھی یاد رہے کہ حضرت کی کوئی احتیاط اُن کے بعد وضع احادیث کی مانع نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ نہیں ہوئی ہزاروں اور لاکھوں حدیثیں وضع کرلی گئیں۔ خود مسلم و بخاری کی احادیث کو بھی محدثین نے وضع بتایا ہو۔ اور جو کچھ فتنہ و فساد



دینی خبریں

انجمن پرہیزگاری مسیحیان پنجاب

یہہ انجمن پنجاب کے مختلف شہروں میں عرصہ ۳ سال سے جاری ہے۔ اور اُس کے ممبروں کی تعداد ایکسو سے زیادہ ہے۔ اس کے قایم ہونے کی غرض یہہ ہے کہ کلیسیا کے خرکاہیں سے ہر قسم کی منشی شیو دنیع ہو جاہیں۔

جو صاحب اِس کا ممبر ہونا چاہیں۔ یا اپنے علاقہ میں اس کی شاخ کھولنا چاہیں تو راقم سے خط و کتابت کریں۔

جوان مسیحیوں کے واسطے اس میں شریک ہونا اور اُس کے ساتھ تعلق رکھنا ضروری ہے۔

ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوا ہوگا کہ کس کس جگہہ پر اُسکی شاخیں ہیں۔ سکرٹریوں کے نام اور ممبروں کی تعداد۔

نمبرشمار	سٹیشن	سکرٹری	تعدادممبران	کیفیت
۱	بٹالہ	منشی حیرت مسیح و غلط	۳۰	
۲	بونالہ	ڈاکٹر عزیزالدین	۴	
۳	بیاس	ڈاکٹر فضل جان	۴	
۴	جنڈیالہ	ڈاکٹر نصیرالدین	۱۷	
۵	سلطان ونڈ	ڈاکٹر خیرالدین	۶	
۶	نیوں	مسٹر ڈی تجمین	۸	
۷	پالم پور	منشی بارسنا تھ	۷	
۸	سری نگر	ڈاکٹر گندین	۸	
۹	ڈیرہ اسمٰعیل خان	پادری علیم الدین	۸	
۱۰	بھیٹہ	مسٹر نذیر	۱۵	
۱۱	ڈسکہ	منشی شنکرداس	۱	

وارث الدین جنرل سکرٹری۔ انجمن پرہیزگاری مسیحیان پنجاب
جنڈیالہ ضلع امرتسر

میلہ کھلچیاں متصل جنڈیالہ

یہہ میلہ ہر سال ساون کی پہلی جمعرات کو شروع ہوتا ہے۔ اور ایک محمدی فقیر کی قبر کی پرستش کے واسطے ہزار ہا آدمی جمع ہوا کرتے ہیں۔ اور ۳ دن تک رہتے ہیں چونکہ جنڈیالہ کا ریلوے سٹیشن صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہے اس لئے خوب رونق پڑجاتا ہے زیادہ دیہات کے باشندے ہی اس میں جمع ہوتے ہیں۔

خرابی اور شرارت جو اکثر ہمارے میلوں میں ہوا کرتی ہے اس میں بھی کم نہیں ہوتی۔

۹-۱۰ سال سے جنڈیالہ مشن کے کارکنوں نے ہر سال دینی خدمت کے واسطے اس میلہ میں جانا مقرر کیا ہوا ہے۔

۴-۵ سال ہوئے کہ ایک گاؤں کے سکول کا استاد دیہاں کی منادی کے وسیلہ خداوند مسیح کے پاس آ کر اُس کی کلیسیا میں داخل کیا گیا تھا۔ اس سال بھی حسب معمول جنڈیالہ۔ بیاس۔ امرتسر۔ بٹالہ اور گوجرانوالہ کے مسیحی منادی جمع ہوئے علاوہ منادی کے سیکڑوں پرچے تقسیم کئے گئے۔ اور بہت سی کتابیں ہم نے تقسیم کیں بہت لوگ انجیل مقدس مانگتے تھے سو ہم نے مفت دینا تو مناسب نہ جانا پر تھوڑی سی قیمت برائے نام مقرر کردی۔ اور قریباً ایک سو کے نئے عہدنامے فروخت کئے۔

پولیس کا انتظام ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ ہر سال ہوا کرتا بھی ہے۔ ہر سال لڑائی اور جھگڑے اور فساد کے باعث پولیس والوں کو بھی سخت تکلیف ہوا کرتی ہے۔ پر اب کے سال سردار زیجا سنگھ صاحب تھانیدار علاقہ بیاس کے حسن انتظام سے ایسا اچھا حال رہا کہ کسی قسم کی خرابی کی نوبت نہ ہوئی۔ نہ کوئی فساد ہوا۔ سردار صاحب بڑے ہی لایق۔ تعلیم یافتہ۔ اعلیٰ خاندان کے۔ اپنے علاقہ میں ہر دلعزیز۔ مشن اور مسیحیوں کے بڑے خیرخواہ۔ اور دل سے مددگار۔ اور اپنے افسروں سے حد درجہ پر قابل اعتبار اور عزت وار خیال کئے جاتے ہیں۔ ہماری دعا اور دلی خواہش ہے کہ یہہ صاحب بہت جلد اعلیٰ عہدہ پر ممتاز کئے جاویں۔ جسکے کہ وہ لایق ہیں۔

ناظرین نورافشاں سے ہماری درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ جو منادی ہوئی۔ پرچے اور کتابیں تقسیم کی گئیں ان سب کے پڑھنے اور سننے والوں پر برکت ہووے کہ وہ خداوند مسیح کے پاس جو اُن کا نجات دہندہ ہے جلدی آجاویں۔

وارث الدین۔ جنڈیالہ

بپتسمہ

واقع ۱۰ ماہ حال کو پادری سی۔ ٹی۔ ڈیوس صاحب نے دو شخصوں کو بپتسمہ دیا اور ایک کو کلیسیا میں شامل کیا۔ اُن میں سے ایک نوجوان یہودی تھا اُس کا مسیحی نام ایڈورڈ ڈیوڈ رکھا گیا۔ اور دوسری ایک عورت کا نام مریم تیسرا شخص پہلے بپتسمہ پاچکا تھا اس لئے اُس کو کلیسیا میں شامل کیا اور اُس کا مسیحی نام خلیل الرحمٰن رکھا خدا ان نو مریدوں کو ایمان میں مضبوط کرے۔ فقط

راقم۔ جے۔ بی۔ ایلن

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لندن اگست ۹۔ جزائر فلپائن سے جو تار دو سیلا آئے ہیں اُن میں بیان کیا جاتا ہے کہ ۳۱ جولائی کی رات کو تین ہزار سپین کی فوج نے امریکہ کے کیمپ پر جو منیلا سے باہر پڑا ہوا تھا بڑی تندی سے حملہ کیا مگر وہ بڑے نقصان کے ساتھ ہٹا دئے گئے۔

یہہ معلوم ہوا کہ سپین نے اپنے جواب میں صلح کے وہ شرائط جو امریکہ نے پیش کئے ہیں منظور کئے ہیں مگر ان شرائط کے عمل میں لانے کی نسبت کچھ ایک امور پر اعتراض کیا ہے جب تک کہ یہہ تحریر پریزیڈنٹ مکنلی کے پاس پہنچ نہ لیوے تب تک ان امور کی نسبت کہنا کہ وہ ضروری ہیں یا غیر ضروری ناممکن ہے۔

جو حملہ سپین والوں نے ۳۱ جولائی کو امریکہ کے کیمپ متصلہ منیلا پر کیا تھا اُس میں ۹ امریکہ والے کام آئے اور ۴۷ زخمی ہوئے۔

لندن اگست ۹۔ اس افواہ کی کہ مسٹر کرزن لارڈ الگن کے بعد وائسرائے ہند ہونگے بڑے زور سے تائید کی جاتی ہے۔

بنگالور ۔ سینچر کے روز ۹۴ واردات اور ۷۴ اموات ہوئیں۔

لندن اگست ۱۰۔ رائٹ آنریبل جی این کرزن صاحب نے وائسرائے ہند کے عہدہ کو منظور فرمالیا ہے۔

لندن اگست ۱۰۔ کل شام وزارت متحدہ کا جلسہ منعقد ہوا جس میں سپین کے جواب پر جو اُس نے امریکہ کی پیش کردہ شرطوں کی بابت دیا تھا سوچا گیا ہے۔ یہہ یقین کیا گیا ہے کہ جواب پورا یا تسلی بخش نہیں ہے۔ لہذا اس معاملہ کے فیصلہ کے واسطے اور خط و کتابت کی ضرورت ہے۔

رائٹر کا مراسلہ نویس منیلا سے تار دیتا ہے کہ شہر کی بہت سخت حالت ہے۔ باشندے چوہے کھاتے ہیں اور تمام شہر میں اسہال کی بیماری کا زور ہے۔

یہہ رپورٹ کی گئی ہے کہ گذشتہ ماہ کی ۳۱ تاریخ کے جنگ میں سپین والوں کے ۵۰۰ آدمی مارے گئے اور ۱۰۰۰ زخمی ہوئے۔

ایم کیمبن اور پریزیڈنٹ مکنلی نے سپین کی منظوری کی بنا پر صلح کی شرائط پر اتفاق کیا ہے اور صلحنامہ کے مسودہ پر دستخط کرنے میں توقف اسواسطے کیا گیا ہے کہ تحریری مسودہ خاطر خواہ ہو اور ایم کیمبن صاحب کو سپین کی جانب سے دستخط کرنے کے اختیار ملجاویں۔

الہ آباد اگست ۱۰۔ جنرل ایمس سنتیاگو سے واشنگٹن کو تار دیتا ہے کہ سلطنت متحدہ کی فوج بباعث بیماری کوچ کرنیکے ناقابل ہے۔

جنرل ٹورل نے میڈرڈ کو سرکاری چٹھی بہت تاکید سے بھیجی ہے کہ ۱۰۰۰۰ سپین والے سنتیاگو میں بیمار ہیں اور روزانہ ۱۳ اموات ہوتی ہیں۔

رائٹ ریورنڈ فریڈرک گیل لارڈ بشپ آف مدراس نے تقریباً ۳۰ سال کی ملازمت کے بعد استعفا دیدیا ہے اُن کے استعفا دینے کا سبب بیان نہیں کیا گیا لیکن قیاس سے معلوم دیتا ہے کہ عمر کی زیادتی کے باعث دیا ہے۔

رائٹر پکین سے تار دیتا ہوا بیان کرتا ہے کہ باوجود سرکلاڈ میکڈونلڈ کے انکار کے شاہی حکم پکین ہانکاؤ ریلوے کے واسطے بلجیم سے قرضہ لینا منظور کرتا ہے۔

لندن ۱۲ اگست۔ ایم کیمبن نے جو سپین کی جانب سے سفیر صلح ہیں آج سہ پہر کو واشنگٹن میں صلح کی اصل پر دستخط کردئے ہیں اور فوراً افسران کو لڑائی کے ملتوی رکھنے کے لئے ہدایتیں جاری کردی گئیں۔

لندن اگست ۱۱۔ مسٹر کرزن کی تقرری پر تمام کنسرویٹو اخبارات اپنی خوشنودی ظاہر کررہے ہیں۔

لندن اگست ۱۳۔ امریکہ اور سپین کی وزارتوں نے فرانس کی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا ہے اسواسطے کہ اُس نے صلح کرانے میں بہت کوشش کی ہے۔

امیر البحر ڈیوی اور سیمپسن کو حکم دیا گیا ہے کہ منیلا اور کیوبہ کا محاصرہ اٹھالیویں۔

یونائیٹڈ سٹیٹس کا اخراجات جنگ ڈیڑھ سو ملین ڈالر ہوا ہے۔

مسٹر کرزن کے ہندوستان میں تشریف لانے کی تاریخ اب تک مقرر نہیں ہوئی ہے۔ گمان غالب ہے کہ وہ سال کے اختتام تک چارج لے لیں گے۔

لندن اگست ۱۵۔ سپین کے اخبارات سپین کے نیچا دکھائے جانے پر بہت افسوس کرتے ہیں۔ ریپبلکن اخبار موسومہ پائیس نے صلحنامہ کی نقل کرکے اُس کے گرداگرد چوڑی سیاہ ماتمی لکیر کھینچی ہے۔

امریکہ کی سرکار نے فیصلہ کیا ہے کہ جزائر فلپائن کی طرف اور زیادہ فوج روانہ نہ کریں جب تک کہ جنرل میرٹ سے امدادی فوج کے لئے درخواست نہ آوے۔

مضامین مفید المبتدین

سوالات حل طلب

سوال ۱۔ یہہ بائبل کے کن مقاموں میں ہیں۔ گرگابیاں۔ دو لول خشخاش۔ اُشتر۔ پٹے۔ بچھو۔ کُکّے۔ کشمش۔ کتّا۔ دو سو ہزار بچھڑے۔ ہاتھی دانت کے پلنگ۔ بوریہ۔

سوال ۲۔ وہ کونسا لوہار تھا جو آتا تھا اُس کی لمبائی چوڑائی بتاؤ۔ کہاں درج ہے۔ کس کا سب سے بھاری لوہے کا پلنگ تھا کہاں درج ہے۔

وہ کون تھا جس کے ہاتھ پاؤں میں چھ چھ اُنگلیاں تھیں کہاں درج ہے۔

یہوواہ کا گناہ کس پر اور کس سیبزہ پر لکھا گیا۔ کہاں درج ہے۔

کس نے کس جگہہ ایک لاکھ دو ہزار آدمی مارے۔ کہاں درج ہے۔

کتورہ کون تھا۔ کہاں درج ہے۔

ایام کی ماں کا نام بتاؤ۔ جو باپ کون تھی اپید اور نیز کون تھے کہاں درج ہے۔

پچھلی پھاٹک کو کس نے تعمیر کیا۔ کہاں درج ہے۔

سوال ۳۔ کس نے کہا ”میری انتڑیاں میرے دل کے پردے میں درد ہیں“ کہاں لکھا ہے۔

یوسیح کے باپ کا نام اور بتاؤ کہ کہاں کا تھا کہاں درج ہے۔

وہ کون سے دو آدمی تھے جنکو ایک درخت پر پھانسی ملی کہاں درج ہے۔

سب سے پہلی لڑائی کہاں ہوئی۔ سب سے پہلے عبرانی کون کہلایا۔ کتاب کا نام کہاں پایا جاتا ہے بائبل میں سچ کس طرح سے خدا کا بیٹا ثابت ہوتا ہے۔

کتاب المقدس کو کس طرح سے خدا کا کلام ثابت کر سکتے ہیں واضح ہو کہ دو برس کے اندر کے لڑکے لڑکیاں جواب لکھنے میں پہلے کو انعام دیا جاویگا

جواب ذیل کے پتہ پر۔ ستمبر کے پہلے تک آنے چاہئیں فقط

الراقم۔ دینور امرداس۔ ساکن مکتسر ضلع فیروزپور

اچھے کام کرنے سے تھک نہ جاؤ

اکثر ہم بھی خدا کے لئے کام کرنے میں پست ہمت ہو جاتے ہیں لیکن خداوند جس کی خدمت ہم کرتے ہیں پولس رسول کی معرفت یوں فرماتا ہے ”ہمیں چاہئے کہ اچھے کام کرنے میں سُست نہ ہوویں کیونکہ اگر ہم سُست نہ ہوں تو بروقت کاٹیں گے“ گلتی ۶:۹ ۔

ایک دیندار بی بی مغربی امریکہ کی جیلوں میں ایک دو دوکش پر رسالجات تقسیم کر رہی تھی۔ مسافروں کے درمیان ایک شخص نہایت بُرا تھا جو خوشخبری کے ان چھوٹے قصیدوں کے پاتے وقت غصہ ہوا اور ان کو پرزے پرزے کر کے نیچے پھینک دیا۔ اُس نیک بی بی کا دل خدا اور ساری بھلائیوں سے ایسی حقارت دیکھکر نہایت رنجیدہ ہوا اور وہ دو دوکش کی پوشیدہ کوٹھری میں اس جوان اور اپنے کاموں میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے دعا مانگنے کیلئے گئی۔ جبکہ وہ روتی اور دعا مانگتی تھی چند دوست اسکے چوگرد جمع ہوئے۔ اُسنے اُنسے بیان کیا کہ ”میں بہت برسوں سے اس عظیم کام کو کرتی ہوں لیکن میں نے ایسا شخص نہیں پایا جسنے رسالہ لینے سے انکار کیا ہو اور اس طور پر رسالہ کا پرزہ پرزہ کیا جانا میں نے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ اُسنے کہا کہ ”اگرچہ میرے کام کا یہہ نتیجہ ہوا گویا کہ میرا کام لوگوں کے سامنے اچھا نہیں ہے اور وہ ایک لعنت چھوڑ دینے کے لائق معلوم ہوتا ہوگی میں ڈالنے۔ صد ہا کو جسنے اکثر اور بجو بہ طور پر سے گذشتہ کاموں پر برکت دی چھوڑنا نہیں چاہتی ہوں۔ میں خدا پر قوی اعتقاد رکھتی ہوں کہ وہ اس کو ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کو اپنے جلال اور جانوں کی بھلائی کیلئے زیر کریگا“ کیا ہمارے تئیں یک اُسکا اعتقاد بیجا اور اُسکی حالت نا امیدی کی تھی؟ اس نازک کوشش کے حقیقی انجام پر لحاظ کر کے اس بات کا جواب دو۔

جب وہ شخص رات کے وقت اپنی کوٹھری میں گیا اور سونے کیلئے کپڑے اُتارے تو اُس پھاڑے ہوئے رسالہ کے دو ٹکڑے بچے گرے جنکو اُسنے اُٹھا لیا۔ ایک میں بڑے حروف میں لفظ ”خدا“ اور دوسرے میں لفظ ”ابدیت“ تھا۔ اُسنے یہہ الفاظ پڑھے اور خدا اور عالم ابدیت کا خیال کرنے لگا۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ اُسکے سامنے گناہ نہایت بُرا اور مکروہ معلوم ہوا۔ وہ فوراً خدا کے فضل اور اُس نیک بی بی کے ایک سادہ کام کے وسیلے ”مسیح یسوع میں ایک نیا مخلوق“ بن گیا۔

ایک شخص نے یہہ قصد کیا تھا کہ میں کسی نہ کسی کے ساتھ اُسکی نجات کے بارے میں گفتگو کئے بغیر ایک دن بھی ضائع نہ کرونگا۔ اُسنے معلوم کیا تھا کہ یہہ کام مجھ سے بآسانی انجام پاویگا اور میں سینکڑوں آدمیوں کے ساتھ گفتگو کرسکونگا۔

ایکدن شام کو جب وہ اپنے گھر کو لوٹتا آتا تھا اور اُسکے دل پر اس خیال کے سبب ایک بوجھ تھا کہ میں نے اپنے ارادے پر آج عمل نہیں کیا ہے آج کا دن تو گذر گیا اور میں نے مسیح کے پاس آنے کیلئے کسی کی دعوت نہیں کی ہے۔ اُسنے ایک شخص کو دیکھا جو ایک ستون سے تکیہ کئے ہوئے بیٹھا تھا اور اُسنے معلوم کیا کہ مجھے اپنے ارادے پر عمل کرنے کیلئے یہی پچھلا موقع ہے۔ وہ ٹھہر گیا اور اپنا ہاتھ آہستگی سے اُس اجنبی کے کاندھے پر رکھکر اُس سے پوچھا کہ ”کیا تم خداوند یسوع مسیح کو پیار کرتے ہو؟“ اُس اجنبی نے اس آزادانہ گفتگو سے ناخوش ہوکر یہہ مختصر جواب دیا کہ ”یہہ خاص مقدمہ میں کسی دوسرے شخص کا دخل دینا مناسب نہیں ہے“ لیکن مسیحی نے جواب دیکر ”ہم

تم دونوں آسمانی سفر میں شریک ہیں اور میری خواہش یہ ہو کہ تم بھی میری خدمت میں شریک رہو۔ چند اور باتوں کے بعد وہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ اُس سیبی کو بہت خوف ہوا کہ اُس نے میری باتوں سے بُرا مانا لیکن اُس کے لئے اُس نے پوشیدگی میں دعا مانگنے کا قصد کیا۔ اس کے تین مہینے کے بعد وہ ایک دن رات کو سونے کیلئے اپنے کپڑے اُتار رہا تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اُس نے پوچھا "کیا چاہئے" جواب آیا کہ "میں آپ کی ملاقات کیا چاہتا ہوں" سیبی نے جلد کپڑے پہنے اور جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہی اجنبی ہو جو اُس کو راہ میں ستون سے تکیہ کئے ہوئے ملا تھا۔ اس نے گرمجوشی کے ساتھ اُس سے ہاتھ ملایا اور کہا کہ "وہ سوال جو آپ نے مجھ سے کیا تھا کہ کیا تم خداوند یسوع مسیح کو پیار کرتے ہو" اس وقت میرے کان میں پکار رہا ہو اس لئے میں آیا ہوں کہ آپ سے دریافت کروں کہ میں کیا کروں کہ بچوں" انہوں نے باہم گفتگو کی اور دعا مانگی اور چند دنوں میں وہ اجنبی معافی کی امید سے خوشوقت ہو گیا اور وہ نہایت سرگرم اور دیندار سیبی بن گیا ॥

سلسلے کے لئے دیکھو صفحہ کالم ۳

اور ساتھ ہی آپ نے انہیں باتوں کی تصدیق بھی کر دی کہ جو کچھ "سیبی" نے لکھا درست ہے یعنے آپ خود ہی مانتے ہیں۔ کہ یورپین مشنری اکثر بانے دوسرے لفظوں میں اسی کو غرور کہتے ہیں۔ آپ خود ہی کہتے ہیں۔ کہ وہ دنیاوی فخر اور علیحدگی رکھتے ہیں۔ اور جس کو آپ گھمنڈ ہی کہتے ہیں۔ اب ذرا آنکھیں کھولکر بتلاویں کہ جو کچھ "سیبی" نے کہا وہی آپ خود کہہ رہے ہیں یا نہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ بیچارے قوم کے خادم سیبی کو بُرے الفاظ سے یاد کر رہے ہیں عجب فرماتے ہیں۔ کہ چرب زبانی میں شیطنت اور بے حیائی ہو اور با وجودیکہ آپ خود ہی چرب زبانی برت رہے ہیں۔ اور "سیبی" کے خلاف ہیں بلکہ خود اپنی مخالفت کر رہے ہیں اور ساتھ ہی نور افشاں کے ناظرین کو تعلیم دے رہے ہیں۔ کہ گو بیہ سکین بنے رہو اور اپنی مطلب براری کرو۔ حق گوئی اور اظہار حق سے اغماض کرو۔ جو کہ سیبی محبت اور اخلاق کے خلاف ہو۔ ملک پنجاب میں محمدیوں کے درمیان ایک قوم خوجہ نام سے مشہور ہو۔ اُن کا وطیرہ یہی ہو۔ کہ وقت بے جا تعریف کرنا۔ اور اپنے حصول مطلب کے لئے گدھے کو بھی باپ کہہ دینا اُن کی ادنیٰ صفت میں سے ہو۔ جناب من یہ ریاکاری۔ اور یہ بیجا بُردباری ہم سیبیوں کو زیبا نہیں ہو۔ سیبی کو مناسب ہو۔ کہ خواہ وہ کسی کی تعریف کرے خواہ کسی کے خلاف کہے مگر حق کو ہاتھ سے نہ دے اور سیبی اخلاق پر دھبہ نہ لگاوے مگر آپ نے تو نہ صرف ایسی تعلیم دی بلکہ "سیبی" کے خلاف لکھتے ہوئے یہ نہ سمجھے کہ آپ اپنے ہی خلاف لکھ رہے ہیں اور اپنی آپ ہی قلعی کھول رہے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ وہ علاج کا نسخہ جو آپ نے اپنے دوستوں کیلئے تجویز کیا ہو آپ خود بھی اُس کے ساتھ ملکر استعمال کریں۔ تا کہ آیندہ لکھنے اور ہضم کرنے کے لئے آپ کو طاقت ہو ॥ راقم فتح مسیح۔ از فتح گڑھ

اشتہار

۳ ۳

احاطہ جنرل سٹور لاہور میں مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۱۰ء بروز پنجشنبہ و ایام مابعد کو اسباب مفصلہ ذیل بذریعہ نیلام فروخت کیا جاویگا اور نیلام ہر روز صبح کے سات بجے شروع ہوا کریگا۔

تفصیل اسباب

پُرانا اسباب مشتمل بر اسپاتی و آہنی ٹکڑے ریل اسپاتی ہل۔ اسپاتی شہتیری ٹکڑے ہوئے ٹوٹے پھوٹے پہیے۔ پرانے آہنی چادروں کے ٹکڑے۔ آہنی سلاخیں۔ اسپاتی ڈھیرے اور جستی کہنہ اور کچی ایک بوائلر۔ اور انجن ॥

تمام لاٹ یعنے اسباب خرید کردہ تاریخ فروخت سے اندر میعاد ایک ماہ کے اٹھایا جانا چاہئے ورنہ ڈیمارج یعنے ہرجانہ دینا پڑیگا۔ اور بشرح ایک پائی فی من یومیہ کے حساب سے وصول کیا جائیگا۔

جارج ہائی چیف سٹور کیپر } لاہور
این۔ ڈبلیو۔ ریلوے } ۲۹ جولائی ۱۹۱۰ء

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کے لئے پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانے کی شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو۔

دستور العمل اخبار نور افشاں ॥

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ . . . عہ
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ . . . . للعہ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ . . . للعہ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ . . . . لعہ
قیمت دو کاپیوں یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی معہ ضمیمہ } . . عہ
بغیر ضمیمہ . . . . عہ

لودیانہ ॥

پیدائش ہندو ۷ مسلمان ۱۲ کل ۱۹۔ از ۸ تا ۱۴ اگست ۱۹۱۰ء
اموات ہندو ۵ مسلمان ۱۶ کل ۲۱ ایضاً

پادری ایچ۔ ڈی۔ گرسولڈ صاحب افسر و مہتمم اخبار نور افشاں کے واسطے مشن پریس لودیانہ میں ... کے اہتمام سے چھپا ॥